بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کھلی چٹھی کا کھلا جواب

الآن حصحص الحق

تمام اکابر اہل علم و فضل کی خدمت میں التماس ہے کہ کیا جناب مولٰنا مولوی عبد الوہاب صاحب بہاری کی کھلی چٹھی نے اس امر کو روز روشن کی طرح واضح نہیں کر دیا کہ، چہار تازیانہ، کے ایرادات قاہرہ کا ان سے جواب نہو سکا۔ صرف ایک ایراد کے متعلق ان کے زعم میں ان کو سند ملی کہ وہی درحقیقت ہم کو مفید نکلی بات تو فاضل بہاری اپنے عجز کا صریح اعتراف فرماویں جیسا کہ بقیہ ایرادات کو ضمناً تسلیم کیا ہے۔

جناب مولٰنا عبد الوہاب صاحب فخر بہار دام مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج اقدس جناب کی کھلی چٹھی مطبوعہ مورخہ ۸ جنوری سنہ ۲۸ جنوری سنہ کو وصول ہوئی تعجب ہے کہ جناب نے اس میں جواب کی میعاد دو ہفتہ شائع کی ہے اور پورے دو ہفتہ گزرنے کے بعد فقیر کو جو اس کا مخاطب ہے ارسال فرمائی اسمیں جو کچھ جناب کی مصلحت ہو گی خود ہی سمجھتے ہوں گے ورنہ ہم تو حیران ہیں نہ تو جناب کی غفلت تصور کر سکتے ہیں اور نہ خدانخواستہ کسی چالاکی پر محمول کر سکتے ہیں بہر حال جو کچھ بھی ہو ہم تو ابتداء میعاد پہونچنے کی تاریخ ہی سے شمار کر سکتے ہیں اور اس امر کے کوشاں ہیں کہ جناب کو زائد انتظار کی مشقت نہ اٹھانی پڑے چشم براہ رہنا اور اپنی تحریر کے جواب کا انتظار کرنا تو شیوہ نہ تھے ہمارے ہی لیے مقدر کیا ہے چنانچہ رسالہ (چہار تازیانہ) کا جواب باوصف دو ماہ کامل گزرنے کے بھی اب تک جناب کی طرف سے نہیں موصول ہوا۔ رہی یہ چٹھی سو بقصور معاف فقیر (العیاذ باللہ العظیم) اس قدر آپ کا غیر معتقد نہیں ہے کہ یہ خیال قائم کرے کہ آپ نے سچ مچ اسکو جواب سمجھکر شائع کیا ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ آپ خود بھی اسکو جواب نہیں سمجھتے آپکا مقصود صرف اس قدر ہے کہ راسپور کی طرح پھر ایک مجلس مناظرہ قائم ہو جائے کیونکہ وہ قصہ اب پرانا ہو گیا ہی عموماً جلسے جدت پسند واقع ہوئی ہیں اب وہ اس قصہ سے اکتا گئے ہوں گے۔ رہی ہار جیت تو اس سے بحث نہیں جیسے ایک ایک دو دو ماہ کے بعد دو ورقی رسالے اب تک شائع کیے ہیں ہی تیرہ جب بھی رہے گا چلو چھٹی ہوئی۔ اہل خیرآباد جیسے اب متعدد بڑے بڑے رسالے شائع کر رہے ہیں ویسا ہی جب شائع کرینگے بہر حال سب میں میرا (فخر بہار) ذکر ضرور ہو گا۔ سو قصور معاف اگر آپ اخبار والوں کو بھی اجرت دیکر اپنی تشہیر کراتے تو بجز اسقدر ممکن نتھی۔ اس سے جناب کی دانشمندی اور اصابت رائے ضرور معلوم ہو گی حقیقت حال تو یہ معلوم ہوتی ہے لیکن ظاہر بین حضرات یہ سمجھیں گے کہ آپ نے سچ مچ جواب دیا ہے اور لطف یہ کہ حضرت شیخ کمال الدین قدس سرہ کی عبارت سند میں پیش کی

پس پہلے ان ظاہر بین حضرات کے خیالات کی اصلاح کیجاویگی بعدہ ان جناب کے ارشادات عالیہ کے متعلق ادباً کچھ التماس ہو گا ✣

ظاہر ہیں حضرات سنو! حضرت ملا صاحب قدس سرہ کی عبارت یہ ہے جسکو فخر بہار نے بھی نقل کیا ہے۔ **القول** بان علم عین الواجب باطل براہین ابطال ان یکون نفس الواجب مبدأ لانکشاف الممکنات بدون حضور صورہا او حضور ذواتہا مع تباین الحقیقة غیر معقول و القیاس بالانکشاف المرسومات بالرسوم مع تباین مفہومیہا فاسد لان العلم بالحقیقة لیس الا العلم بکنہ الشئ والعلم بالعوارض لیس کذلک مع ان العلم ہہنا علی وفاق الاتحاد فکما ان الاتحاد بالعرض کذلک العلم بالعرض۔ انتہی یعنی ملا صاحب فرماتے ہیں کہ علم باری تعالیٰ اگر عین ذات باری قرار دیا جائے تو پھر ممکنات کے منکشف ہونیکی کوئی سبیل نہیں جس طرح ہم پر ان کی صورتیں حاضر ہوں یا ذات باری ہی متحد بلکہ دونوں میں مباینت کامل پھر انکشاف ہو تو کیسے ہو۔ اب اگر کسی کو شبہ ہو دیکھو مرسوم اپنی رسم سے منکشف ہو جاتا ہے حالانکہ دونوں کی ذاتوں میں مباینت ہے اسیطرح ممکنات واجب میں بھی باوجود مباینت کشف ممکنات ہو تو کیا مضائقہ ہے تو اسکا جواب حسب مسلمات مشائیہ اولاً یہ ہے کہ وہ علم بالوجہ حقیقةً علم نہیں حقیقت علم ہے وہ علم بکنہ الشئ ہے۔ ثانیاً یہ کہ علم بالوجہ میں گو اتحاد ذاتی نہیں اتحاد عرضی تو ہے پس جیسا اتحاد عرضی ویسا ہی انکشاف عرضی بخلاف ذات باری تعالیٰ و ذوات ممکنات کے کہ نہ تو ان میں اتحاد ذاتی ہے اور نہ عرضی بلکہ مباینت محضہ ہے ایسی حالت میں ایک کا قیاس دوسرے پر کیسے ہو سکتا ہے۔ انتہی۔ خلاصة قال الاستاذ الکامل قدس سرہ۔ اب ذرا گوش ہوش سے سنو فخر بہار کا دعوی تھا کہ وجہ و ذوالوجہ میں تباین نہیں ہے جیسا کہ فرمایا تھا کہ لا تباین بین الوجہ وذی الوجہ حضرت ملا صاحب فرماتے ہیں کہ دونوں (وجہ و ذوالوجہ) میں تباین ہے اور یہی حضرت استاذ الاستاذ قدس سرہ نے فرمایا تھا کہ ان الوجہ یکون کاشفا للذی الوجہ مع کونہ مباینا لہ۔ جو حضرات یہاں لگتی بات کہو کہ ملا صاحب نے کسکے نام ڈگری دی دیکھا جاوے اسکو کہتے ہیں جڑ سر پر چڑھ کر بولے۔ البتہ ملا صاحب نے بنا بر اصول مشائیہ علم بالوجہ کو علم قرار دیا اور باوصف اتحاد ذاتی مفقود ہونیکے اتحاد عرضی کو انکشاف میں کافی سمجھا حالانکہ حب مشائیہ عموماً اس کے مدعی ہیں کہ انکشاف کا دارومدار اتحاد ذاتی پر ہے اور حصول اشیاء بانفسہا کے قائل تو پھر اسکے فقدان کے بعد علم بالوجہ کو علم کی قسم کہنے کے کب مجاز ہیں اسی وجہ سے پہلے تو حضرت ملا صاحب نے اس کا صاف انکار ہی کر دیا کہ علم بالوجہ درحقیقت علم ہی نہیں لیکن جبکہ ملا صاحب نے ان کی کتابیں اس سے لبریز دیکھیں باینہمہ وہ اپنی نادانی کیوجہ سے علم بالوجہ کو علم قرار دیتے ہیں تو ان کی جانب سے عذر کر دیا کہ یہاں اتحاد عرضی ہے گو یہ ان کے اصول پر غلط ہی سہی لیکن اس کا اقرار ضرور کرتے ہیں کہ ممکن و واجب کی ہر دو ذات کا قیاس وجہ و ذوالوجہ پر نہیں ہو سکتا کہ وہاں تو اتحاد عرضی بھی نہیں ہے حضرت ملا صاحب کی غرض اس مقام میں یہ ہے کہ مسلمات مشائیہ کی بنا پر یہ قیاس غلط ہے اس مقام میں ان کے مذہب کی تنقید و تحقیق مد نظر نہیں ہے بلکہ صرف ان کے مذہب کی تبیین ہے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ مذہب مشائیہ یہی ہے خواہ وہ غلط بلکہ متناقض ہی کیوں نہ ہو لیکن اس متناقض اصل اور باطل مذہب پر بھی علم باری تعالیٰ کو علم بالوجہ پر قیاس نہیں کر سکتے اور یہ بالکل بجا و درست ہے۔ بخلاف فخر بہار کے کہ انکا علم بالوجہ پر ایسا ایمان راسخ ہے کہ اس کے ذریعہ جو حضرت علامہ خیرآبادی نے نقض وارد فرمایا ہے اس سے بچ کے ہیں اور صاف کہتے ہیں کہ مشائیہ پر یہ نقض نہیں وارد ہوتا اگرچہ مشائیہ اتحاد ذاتی کو مناط کشف کہیں اور اتحاد عرضی کو اسباب میں فضول سمجھیں لیکن فخر بہار سمجھتے ہیں کہ ہمکو ضدین کے جمع کرنیکی حق تعالیٰ نے قدرت عطا فرمائی ہے ہم ہی کہے جاویں گے کہ گو بغیر اتحاد ذاتی کے مشائیہ کے نزدیک کشف صحیح نہیں لیکن صحیح بھی ہے یا یوں کہیں گے کہ صرف اتحاد ذاتی مشائیہ کے نزدیک مناط کشف ہے اور اتحاد عرضی و ذاتی دونوں ملکر ہی مدار کشف ہیں اور حصول اشیاء بانفسہا کے معنی یہ ہیں کہ سوا ارکان بانفسہا او بعوارضہا بہر حال النقیضین کا اجتماع صحیح لیکن نہیں صحیح تو علامہ خیرآبادی کا نقض آور اسپر دلیل یہ کہ دیکھو حضرت ملا صاحب نے بیان تو کر دیا اب اگر کوئی اسنے کہے کہ اس سے کسکو انکار ہے یہ تو صرف تبیین مذہب ہی تو فخر بہار صاف کہدینگے کہ ہمکو یہی کافی ہے کہ انکا متناقض مذہب ملا صاحب نے بیان تو کر دیا بس وہ اور ہم ایک ہو گئے۔ اب ہم اسکے مناسب ایک استفتا درج کرتے ہیں۔

ما قولکم ایہا الناس بحیث لا یشذ حکم فرد سوائکم عالماً او جاہلاً بالفقاہۃ و صبیاً کہلاً و شیخاً رجلاً او امرأة عاقلاً او غیر عاقل منطقیاً و شاعراً کہ زید کہتا ہے کہ یہ شعر مرزا غالب کا ہے ؎ ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن ٭ دل کے بہلانیکو غالب یہ خیال اچھا ہے۔ لیکن زید اس مضمون شعر کی تصدیق نہیں کرتا عمرو اس شعر کے مضمون کی بھی تصدیق کرتا ہے۔ اب اگر عمرو یہ کہے کہ جو میرا خیال ہے وہی زید کا بھی عقیدہ ہے اور اسپر یہ حجت پیش کرے کہ صرف زید کا یہ اقرار کرنا کہ یہ مرزا غالب کا شعر ہے بعینہ اسکی بھی تصدیق ہے کہ مضمون اس کا صحیح اور موافق عقیدہ ہے تو کیا یہ عمرو کا قول بر خلاف فطرت انسانی

قابل شک ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

بات اصل یہ ہے کہ ہم ہرگز نہ تھے وہر بحث سے وارد کیا نفس تباین مذہب مقصود ہی تو کہیں اسکی تنقید مطلوب دیکھئے جب حضرت ملا صاحب
مشائیہ کے مذہب کی تنقید پر آگئے تو وہی فرمایا جو حضرت علامہ خیرآبادی تحریر فرماتے ہیں اور کہیں کہ علم بالوجہ سے نقض وارد کیا جو حضرت علامہ
خیرآبادی نے وارد فرمایا چنانچہ حاشیہ شرح عقائد جلالی پر حضرت ملا کمال الدین قدس سرہ مذہب حصول اشیاء بانفسہا کے ابطال میں تحریر فرماتے ہیں
وایضاً اذا ادرک بالرسوم والخواص العلم الاعتباری ینبغی ان یکون بین الخواص بای خواص خصوصیۃ بہا یصیر ہذہ مع ابتداء دون غیرہ فحینئذ ان مراد الانکشاف
لیس عین حصول الانفس انتہی یعنی رسوم اور خواص یا دوسرے نقلوں سے عرضیات اور وجوہ کے ذریعہ جو علم ہوتا ہے اس کا منشا محض ایک خصوصیت
ہوتی ہے کہ جو باعث کشف ہو جاتی ہے حالانکہ اتحاد ذاتی یہاں مفقود ہے اس سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچا کہ منشاء کشف نفس اشیاء کا حصول نہیں ہے
جیسا کہ مشائیہ کا اصل اصول ہے۔ یہی وہ نقض ہے کہ حضرت علامہ خیرآبادی نے کیا تھا آپکی عبارت یہ ہے۔ علی انہم قد ذہبوا الی ان الوجہ یکون کاشفا
لذی الوجہ مع کونہ مباینا لہ فلا یجوز ان یکون شیٔ اتحادہ لا حصول فی الذہن کاشفا مع کونہ مباینا لہ۔ اب ہم ان دونوں عبارتوں کے نقل کرنے
کے بعد فخر بہار کا حملہ بلفظہ ان پر لوٹاتے ہیں اس طرح پر کہ جہاں نام اور مقام کے لحاظ سے خلاف ہوگا وہاں ایک لکیر کھینچ دیجائیگی کہ اس کے اوپر جو
تحریر ہوگا وہ ناظرین ہماری طرف منسوب کریں اور لکیر سے نیچے اسفل فخر بہار کی شمار کریں (عبارت کمٹی چھپی) جناب المستطاب آپ نہیں بلکہ ساری دنیا
خداوند کریم کی قدرت کا جلوہ مشاہدہ فرمادیں اس لیے کہ آفتاب جہاں تاب کی طرح یہ بات ظاہر ہوگئی کہ علم بالوجہ کا نقض حصول اشیا
بانفسہا … جو … وہ … کی طرح … حضرت ملا صاحب قدس سرہ العزیز کی تقریر میں اور …
تقریر میں کیا فرق ہے … وہ لا نکلا اور یہی حضرت ملا صاحب کے لیے تائید غیبی ہے فالحمد للہ علی ہذا التوارد۔ والتحقیق الذی ذکرہ ہذا المحقق الکامل
والمدقق الفاضل مولانا بحر العلوم … کی اس عبارت کو خوب سمجھئے۔ انتہی۔ اس سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ جو توارد ثابت ہے حضرت ملا صاحب نے
جو کچھ تحریر فرمایا تھا وہ مشائیہ کے اصول پر مبنی تھا ان کے مذہب کی تنقید مد نظر تھی … تماشا دیکھو کہ فخر بہار کی سند غلط ہوگئی
ہمارا استناد تو حضرت ملا صاحب کی اول عبارت سے تھا وہ بحال خود رہا اور ساتھ ہی اس کے حضرت ملا صاحب کی دوسری عبارت ہماری مؤید نکل آئی فالحمد للہ علی ذلک
ظاہر بین حضرات کہہ سکتے ہیں کہ حضرت ملا صاحب کے اول کلام میں صرف اسقدر تصریح ہے کہ وجہ ذوالوجہ کے مفہوم میں مباینت ہے ان کے مصداق اور حقیقت میں مباینت
کی تو انہوں نے تصریح نہیں کی اور کلام اسی میں تھا جیسا کہ کمٹی چھپی میں فخر بہار ہی سمجھتے ہیں۔ تو ہم انکو آگاہ کرتے ہیں کہ گو فخر بہار نے لکھا اور کہا لیکن در حقیقت
عام لوگوں کی مغالطہ دہی کے سوا اس سے کوئی دوسری غرض نہیں ہے ورنہ حضرت ملا صاحب کی عبارت بے ربط ہو جائیگی کیونکہ وہ اس کے پہلے ہیں کہ واجب
تعالیٰ کی ذات ممکنات کے لیے ذریعۂ کشف اس وجہ سے نہیں ہو سکتی کہ دونوں میں کلی تباین ہے پھر حضرت ملا صاحب فرماتے کہ اگر کوئی علم بالوجہ کا قیاس اس پر کرے
کہ یہاں بھی تو وجہ ذوالوجہ کی حقیقت اور ذوات میں تباین ہوتے ہوئے انکشاف موجود ہے تو اسکے جواب میں حضرت ملا صاحب بطرز تقریر مشائیہ فرماتے ہیں
کہ یہ قیاس مع الفارق ہے کہ یہاں اتحاد عرضی تو موجود ہے اور واجب اور ممکن میں یہ بھی مفقود الغرض شبہ یہی ہو سکتا ہے کہ جیسے مقیس علیہ
واجب اور ممکن میں باہمی مباینت بحسب الحقیقۃ ہے ویسی ہی مقیس (وجہ ذوالوجہ) میں تسلیم کیجائے نہ یہ کہ مقیس علیہ میں تباین حقیقی ہو اور مقیس میں
تباین مفہومی کہ اس طور پر خلاصہ عبارت یہ ہوگا کہ گو وجہ ذوالوجہ میں تباین بحسب الحقیقۃ نہیں ہے لیکن شبہ کرنے والا اتنا ہی کہے کہ قیاس کیلئے صرف
تباین مفہومی کافی ہے تو قیاس کیونکر صحیح ہو۔ اب جو کہ یہ سوال … اس قسم کے پیدا ہونے اور شبہ کیلئے ملا صاحب کو صرف یہ فرمادینا کافی تھا کہ یہاں گفتگو
تباین بحسب الحقیقۃ میں ہو رہی ہے اور تم تباین بحسب المفہوم ڈھونڈنے لگے۔ مارون گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ الغرض اتنی سی بات کیلئے اسقدر زحمت اٹھانے کی ضرورت نہ تھی
جس کا مفصل بیان گذر چکا اور اسکی پوری پوری وضاحت اور کامل تردید ابھی ہو چکی تقریر میں کیا گیا تا کہ … غرض فخر بہار کی ظاہری الفاظ پر نظر ڈالنے کے بجائے اسکی
ضرورت ہے کہ ان کے مقصود اصلی کا لحاظ کیا جائے ورنہ ہمارا تو کچھ نہیں بگڑیگا تم ہی حضرت آپ کے بد ظن ہو جاؤ گے (دیکھئے فیصلہ) یہ تمام گفتگو تو سبیل نقل پر تھی کہ
اتفاق سے فخر بہار (بزعم او) کے ہاتھ لگ گئی اور بمقتضاء الغریق یتشبث بالحشیش انہوں نے اپنے خیال میں اپنی تائید غیبی سمجھ لیا حالانکہ یہ در اصل ہماری تائید
غیبی نکلی۔ اب ہم چند مقدمات پیش کر کے اپنے نتیجہ نکالتے ہیں کہ ذہنی صورت کے انکار کیلئے فخر بہار کی ناواقفیت اور کامل جہل کیسقدر … (دیکھئے) حضرت

علامہ خیرآبادی کا نقض جو اصحاب صورت پر مشتمل ہے اُنکی بنا علی و مقدم ہونے پر ہے۔ مثل یہ کہ اصحاب صورت اتحاد ذاتی کو اہل کشف میں مشہود کہتے ہیں چنانچہ اس سے انکی کتاب
بھرپور ہیں۔ دوسرے یہ کہ وجود واحد میں اتحاد ذاتی معقول دوسرا پہلو مقدمہ کی بنا پر فرض ہو کہ وجہ ذوالوجہ کی کاشف ہے حالانکہ مشائیہ علی الاوجہ کے قائل ہیں جو ایک ایسا عقیدہ
قائل ہے کہ اسکے حل کی کل دو صورتیں ہیں اول یہ کہ پہلے مقدمہ کا انکار کیا جائے کہ مشائیہ کے نزدیک اہل کشف میں اتحاد ذاتی کو مشہود نہیں مانا ہو لیکن ایسی صورت حقیقت
کا انکار ہے کیونکہ یہ ہوتے ہوئے نفی کے علاوہ اثبات کی بھی نسبت ہے۔ دوسرے یہ کہ دوسرے مقدمہ کا منکر ہو جاؤ لیکن فخر بہار کو تو صاف تسلیم ہے کہ وجہ ذوالوجہ
اتحاد بسبب التعلق ممنوع نہیں ہے تب نوبت یہ نقض کے رفع ہونے کی کیا صورت ہے بجز اس کے کہ جہاں عبارت میں حاکم کیا تو وہ میں ابھی سمجھا کہ مقدمہ کو ہی منع فرمائے کہ وہ ایک
مقدمہ کو اقرار بھی کریں اور یہ سمجھیں کہ نقض رفع ہو گیا ہو یہ بات شوہر صاحب انصاف کی اپنی توفیق کا جواب حضرت علامہ خیرآبادی قدس سرہ کے نقض کو تسلیم کریں نقیض
کر شوری سمجھا اور حق زبان اسلام پر جائے۔ مزید توضیح کیلئے (فخر بہار سے فرضی مکالمہ) فقیر: جناب عالی اصحاب صورت وہ ہیں جو صورت وذی صورت کو کس قسم کے اتحاد کے
قائل ہیں۔ فخر بہار: اتحاد بسبب حقیقت کے قائل ہیں۔ فقیر: اسکا آپکو کیسے علم ہوا۔ فخر بہار: انکی کتب کی تصریح سے بھری ہوئی ہیں کم از کم اسکا عنوان حصول الاشیاء بانفسہا
اُس کی پر صراحت دال ہے اور پھر یہ بھی کہ مشائیہ اتحاد بالحقیقت کے قائل ہیں اور عبارت ابوجعفر جو شرح صحت الارض میں ہے کا مقصد پڑھنے والے پر ایسی بدیہی بات ہے کہ سمجھ میں آ جاتی ہے
یہ بات ہیں کچھ پوچھنا ہے فقیر: اس اتحاد بسبب الحقیقت کے بعد کسی تعلق کی بھی ضرورت رہتی ہے یا نہیں جس کی وجہ سے کاشف منکشف پر محمول ہی ہو جائے۔ فخر بہار: اتحاد بسبب الحقیقت کے
بعد مشائیہ کے نزدیک کسی اتحاد کی ضرورت نہیں ہے انکے نزدیک تو یہی کافی ہے کہ کاشف منکشف پر محمول ہو اس کا بتانا یا کہیں لکھا جا رہا اور پھر تو عین بھی وصورت کی کاشف نہیں ہو گی
کیونکہ یہاں معقول ہو۔ فقیر: از فرض کرو یہ اتحاد ذاتی معقول ہو دوسری قسم کا اتحاد موجود تو کیا یہاں بھی کشف و انکشاف ہو سکتا ہے یا نہیں۔ فخر بہار: یہاں یہی کوئی پریشانی کی بات
ہے مفسر جو شرح الکشاف ہی وہ تو ہی دوسرے اتحاد کو کیا یہاں نہیں جو سمجھے گئے اسکا وجود اور عدم دونوں کا بیان ہے۔ فقیر: اچھا تو فرمائیے وجہ ذوالوجہ میں اتحاد بسبب الحقیقت
ہے یا نہیں۔ فخر بہار: ہوتا تو اسکی حقیقت تو ایک نہیں ہے مگر وجہ ذوالوجہ پر محمول ضرور ہو۔ فقیر: جب یہیں اتحاد بسبب الحقیقت نہیں ہے تو وجہ ذوالوجہ کی اس کے بعد بھی کاشف کیسے ہو سکتی ہے
فخر بہار: ہو دوسرا چارہ کا شف کا بھی چاہئے ورنہ ہی کیا چاہیے۔ فقیر: اس کا مطلب یہ تسلیم فقیر نہیں سمجھا۔ فخر بہار: آپ ہی بات نہیں سمجھے حضرت مشائیہ کہتے ہیں
کہ وجہ ذوالوجہ کی کاشف بھی ہے لیکن آپ نے جو بھی اتحاد ذاتی اہل کشف میں شرط کر دیا تھا اسکی رو سے یہ بالکل غلط ہے اسی وجہ سے آپ نے کہہ دیا تھا کہ کاشف نہیں ہے لیکن خیر
قلم کو سمجھ لینے کے بعد فقیر حضرت علامہ خیرآبادی پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ نقض تو ادھر کر گیا تھا کہ ولا انکشاف بالعلم بالوجہ الا بالعرض اس کے جواب نقض کو کہہ دیا گیا ہے کہ
وجہ ذوالوجہ کی کاشف ہی نہیں یہ حیثیت میں کسی نے تناقض کہا کیونکہ وہ موضوع نہیں ہی اتنی بات ہی نہیں سمجھ سکے بلکہ خواہ مخواہ طول دیئے جاتے ہیں پھر فقیر نے مستقر
ختیہ کیا افسوس اس افادہ جدید کو فخر بہار کا بیحد شکریہ ادا کیا مطلب اہل خیرآبادی کو انتہا یہی کہ فخر بہار کو زیادہ زحمت نہ دی جائے۔ (حضرت فخر بہار کے ارشادات عالیہ کا جواب)
فخر بہار ارشاد فرماتے ہیں کہ نشہ جو بات افسوس ہو کہ سے اور آتش فرقت و بانا کہ ہم جیسے لاپستہ آتش جانا ہے تو اپنا کرو وہ حق تعالیٰ ان علماء کو کہ ان کی زیارت کا شوق نہیں رہے تو درگزر
سرور ہیدا ہو حضرت جامع البرکات مدظلہ کی طلب کرنے کا ارشاد فرماتے ہیں کہ نشہ جو آپ افسوس ہے کہ حضرت جامع البرکات مدظلہ نے تو ہر گز تقاضا نہیں کیا لاکن حقیقت جو کچھ آپ نے کیا ہے وہ
ظاہری ہو چاہے ہوئی وہ سب تفصیل اس بارگاہ حضرت جامع البرکات ہی کی جانب سے ہے اُنکی مساعدت خیر ہی ہو کہ آپ نے خیال فرمایا کہ یہ تو ہوں حضرت جامع البرکات ہی کی طرف سے
ہے حالانکہ دیگر شائع شدہ اوراق کا طرز بیان جدا طرز کا یہ مستقل علم دیا آپکے ذوق سلیم نے ابھی تک اس کا امتیاز نہیں کیا لیکن ان کی حرکت کی جو تحریریں مسعود صاحب
شائع ہوئیں وہ دو دو ورق کی اور ایک سطحی تیزی کا طرز بیان ایک ہے حالانکہ وہ تحریریں مختلف شاگردوں کے نام ہیں اور ایک میں جناب بے نقاب ہو گئے ہیں
جس سے اصل حقیقت کا انکشاف ہو گیا اور سب سے بڑا بخارا تو آپکے اس اعتراف نے دور کر دیا ہے جبکہ آپ حضرت جامع البرکات مدظلہ کے تلامذہ میں سے جہدہ برآ ہو سکتے ہو
اب آپ کو کیا حق ہے کہ حضرت مولانا مدظلہ کو مقابلہ کی دعوت دیں کیا اسپر کا مناظرہ آپ کے افتخار کیلئے کافی ہے تلامذہ میں جو آپکے سر ہو رہی کچھ باری ہی کیا ہو
آپ غنیمت کبری سمجھیں اب بھی آپکی شکست ہے کہ ماتم کرنے کی چنداں ضرورت نہیں جبکہ نقض مقابلے سے آپکے افتخار میں کچھ لے زیادہ اضافہ ہو گی فتفکر واتبع۔
فخر بہار ارشاد فرماتے ہیں کہ نشہ مولانا اس دعوت کو فقیر دل و جان سے قبول کرتا ہے بہتر ہے کیا یہ ہو جائے حضرت مولانا محمد انوار اللہ صاحب قبلہ مدظلہ کو ہم
بھی حکم تسلیم کرتے ہیں لہذا آپکو اس معاملہ میں عجلت کرنا چاہیے جس وقت سے کہ حیدرآباد کا ارادہ ہو فقیر کو مقدمتہ تار مطلع فرمائیے اور بہتر ہو کہ جناب بھی
انجمن شریف حیدرآباد تشریف لیجاویں تاکہ دونوں کا ساتھ ہو جائے سفر کی منزلیں بخیر العافیت کے ساتھ طے ہو نگی الغرض فقیر ہمیشہ ارشاد کی تعمیل
کیلئے حاضر ہے اب تقریر عربی موجودہ تحریر کیجاتی ہے۔ اما بعد الحمد والصلوٰۃ علی سید الانبیاء وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

[illegible] مشکوٰۃ المصابیح [illegible] صاحب قبلہ [illegible] ریاست حیدرآباد [illegible] مولانا حضرت مولوی محمد انوار اللہ صاحب [illegible] سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

فاقول بتوفيق الله وتوفيقه ان ما نقل من كلام صاحب العروة الوثقى سنداً لمقولته لا يصلح سنداً لما ابطل به عليه لان ما اورد فلان قوله تحقيق
والقياس بانكشاف المرسومات بالرسوم مع تباين مفهوماتها انما نص قاطع على ان بين الرسوم والعوارض وبين المرسوم والمعروض التباين
بحسب الحقيقة فبين الوجه وذي الوجه تباين بحسب الحقيقة كما بين الشبح وذيه مع انه قد صرح على ان بين الوجه وذي الوجه ليس تباين
بخلاف الشبح وذيه فبقي اشتباه جامع العزيكة ولا يجديه العقد بما اعتقد بانا لا ننكر التباين بحسب المفهوم انما ننكر التباين بحسب المصداق
فان الكلام ليس في التباين بحسب المفهوم ولا بحسب المصداق انما الكلام في التباين بحسب الحقيقة ولا ريب ان بين الوجه وذي الوجه
تباين بحسب الحقيقة كما بين الشبح وذيه ولا يغرنه قوله قدس سره مع تباين مفهوماتها فان المراد في قوله مع تباين مفهوماتها تباين
حقائقها فان القياس لا يتم بغيرها فان محصل ايراده قدس سره ان القول بان العلم بالواجب باطل فان كون ذات الواجب مبدأ
لانكشاف الكائنات بدون حضور صورها وحضور ذواتها مع تباين الحقيقة غير معقول الى ان قاسوا بانكشاف المرسومات بالرسوم مع تباين حقائقها
فنقول هذا القياس فاسد بما ذكره فهذا القائل ان سلم ان بين الوجه وذي الوجه تباين بحسب الحقيقة واراد بالتباين بحسب المفهوم التباين بحسب
الحقيقة فقد سلم ايراد العلامة الخيرآبادي قدس سره ان الوجه مع كونه مباينا بحسب الحقيقة لذي الوجه يكون عندهم كاشفا لذي الوجه
فقد نبه الشبح انه لا يكون كاشفا لذيه وان اراد بالتباين بحسب المفهوم غير التباين بحسب الحقيقة فما ذكر قدس سره لا يصلح للايراد فان ايراده
لا يتم حتى يراد بالتباين بحسب المفهوم التباين بحسب الحقيقة فقوله قدس سره مع تباين مفهوماتها نص على ان بين الوجه وذي الوجه تباين
بحسب الحقيقة مع ان هذا القائل الحراشد يحيران بينهما تباين فان قال في انكران بينهما تباين بحسب المصداق فنقول سلمنا انهما ليسا
بمتباينين بل بينهما مساواة بحسب المصداق لكن بينهما تباين بحسب الحقيقة ام لا فان قال بينهما تباين بحسب الحقيقة فنقول ما الفرق
بين الوجه وذي الوجه وبين الشبح وذي الشبح بان الوجه مع كونه مباينا لذيه بحسب الحقيقة يكون كاشفا ولا يكون الشبح كاشفا لذيه
مع كونه مباينا بحسب الحقيقة وان كان الفرق بينهما بوجه آخر وهو ان الوجه وذا الوجه متباينان بحسب الحقيقة لا بحسب المصداق
وبين الشبح وذيه تباين بحسب الحقيقة وتباين بحسب المصداق ايضا فهذا الفرق لا يضرنا فان الكلام في ان الاتحاد الذاتي شرط للانكشاف
عندهم وهو قد بطل بالعلم بالوجه فان بين الوجه وذي الوجه تباين بحسب الحقيقة مع كونه كاشفا لذيه فيجوز ان يكون الشبح ايضا كاشفا لذي
الشبح مع كونهما متباينين بحسب الحقيقة وان قال انه ليس بينهما تباين بحسب الحقيقة فنقول قد سلمت ان بينهما تباين بحسب المفهوم فان
اردت بالمفهوم الحقيقة فقد سلمت التباين بحسب الحقيقة فكيف تنكره الآن مع ان كلام من استندت بكلامه نص على ان المراد
بالمفهوم الحقيقة والا لا يرتبط آخر كلامه باوله كما علمت وان اردت بالمفهوم ما يفهم من لفظ الكاتب مثلاً وقلت ان بين الكاتب والانسان
مثلاً تباين بان ما يفهم من الانسان لا يفهم من الكاتب فيلزم ان يكون بين الانسان والحيوان ايضا تباينا وبين الكنه ايضا تباينا وبطل العلم
بالكنه ايضا بالحجة ان سلم التباين بين الوجه وذي الوجه تباينا بحسب الحقيقة فقد تم ايراد العلامة الخيرآبادي قدس سره وان لم يسلم فما
استناده بكلام الاستاذ الكامل قدس سره فضائع كما علمت. واما ثانيا فلان قوله قدس سره ان كون ذات الواجب مبدأ الانكشاف الكائنات
بدون حضور صورها وذواتها مع تباين الحقيقة نص على التباين ههنا بمعنى عدم اتحاد العلم بالمعلوم فالتباين ليس منحصرا فيما هو مصطلح [illegible]

واما ثالثا فلان هذا ملمسه لم يظهر الى الآن محصل ايراد العلامة الخيرآبادی قدس سره فلاباس لو نفصل مقصوده قدس سره ان المشائين مع
اشتراطهم فی العلم مطلقا الاتحاد الذاتی بين العلم والمعلوم قالوا فی العلم بالوجه ان الوجه كاشف لذی الوجه ومن مذهبهم ان فی العلم
بالوجه وذو الوجه كلاهما يحصلان فی الذهن وينكشف ذو الوجه بالوجه فالوجه وذو الوجه لما كانا متغايرين بالحقيقة فصلح اولا ما
شرطوا الاتحاد الذاتی بين العلم والمعلوم وثانيا ان عندكم ان الرسم لاينكشف به حقيقة المرسوم فكيف الكشف بالرسم الذی مغاير
بالحقيقة للمرسوم وثالثا انه ما ذهب الشيخ انه لاينكشف به ذو الشبح والكان الوجه وذو الوجه متحدين بالحقيقة فقد تعلق العلم بالوجه لا العلم
بالكنه. وما اعتذر به القائل بان الاتحاد العرضی بين الوجه وذی الوجه من المسلمات عند المحصلين والانكشاف فی العلم بالوجه الا بالعرض
فالانكشاف بقدر الاتحاد. اوهن من بيت العنكبوت فان بهذا الاتحاد العرضی الكشف ذو الوجه بالوجه وحصل فی الوجه بالوجه لم لا
فان لم يحصل تفصيلا ولان هذا ليس مذهبهم فان من مذهبهم حصول كليهما وثانيا ان علمهم العلم بالوجه من اقسام العلم به لا وجه له فان
ذا الوجه لم يحصل ولم ينكشف بالوجه نعم صار ملتفتا اليه بالوجه والالتفات ليس من اقسام العلم والصورة فلم ينكشف نحو ذو الوجه
به لا بالذات ولا بالعرض حتى يقال الانكشاف بقدر الاتحاد وان حصل له والوجه فی الذهن لو بواسطة الوجه فاما حصل كنه ذی الوجه
فقد حصل بالرسم الكنه وقد منعوه وضاع شرط الاتحاد الذاتی فی العلم مطلقا وثانيا من وجوه فليس من العلم بذی الوجه فی شئ
واما رابعا فلان هذا المجدد لم يفهم ايراد الاستاذ الكامل قدس سره فلاباس لو نشرح فنقول مقصوده قدس سره العزيز ان القول بان
العلم عين الواجب باطل فانهم شرطوا فی العلم الاتحاد الذاتی بين العلم والمعلوم والممكنات متباينة بحسب الحقيقة للواجب تعالى لا هی
حاضرة بصورها ولا هی حاضرة بذواتها فكيف الانكشاف وان اعتذر وقيس بانكشاف المرسومات بالرسوم مع تباين حقائقها
فنقول هذا العذر فاسد اما اولا فلان العلم بالرسوم والوجوه الذی يقال له العلم بالوجه ليس بالحقيقة العلم بالمرسوم فان كنه المرسوم
لايمكن ان يحصل عندهم بالرسم والوجه كما هو مذهبهم وحصل وجه آخر لو كان لكان هذا العلم علم وجه المرسوم لا العلم بالمرسوم وهذا
معنى قوله قدس سره لان العلم بالحقيقة ليس الا العلم بكنه الشئ والعلم بالعوارض ليس كذلك واما ثانيا فلان غاية ما يقال انها
ان فی العلم بالوجه لما كان الوجه متحدا مع ذی الوجه فی الذهن بالعرض ای بالواسطة الوجه فحصل العلم بالعرض والاتحاد بالعرض ههنا
مفقود فكيف القياس فان حقيقته تعالى مباين من كل وجه مع الممكنات بناء على ما هو مسلكهم. هذا محصل كلامه قدس سره. واما نعلم ان
هذا القائل كيف جعل مستند الكلام فانه اول كلامه لان العلم بالحقيقة ليس الا العلم بكنه الشئ والعلم بالعوارض ليس كذلك نص على
ان العلم بالوجه والرسم ليس من علم المرسوم بالحقيقة والعلم بالشئ ليس الا العلم بكنه الشئ ومعنى واما آخر كلامه مع ان العلم ههنا على ما فی
الاتحاد فبيان منه قدس سره لمذهبهم ان مذهبهم انه يحصل فرد الوجه بالوجه لا الاتحاد العرضی فبناء على مذهبهم ينكشف ذو الوجه بقدر
الاتحاد وفی علم الباری تعالى الاتحاد بالعرض مفقود ايضا فهذا منه قدس سره بيان انه لايصح القياس بناء على مذهبهم ايضا فاعلم
قدس سره ههنا بين مذهبهم لانه صحح مذهبهم بل بوراد لمذهبهم فی اول كلامه بخلاف هذا المبدع المدعی فانه ملتزم تصحيح مذاهبهم
وانا لا انكر ان مذهبهم هذا بل نقول مذهبهم انه يحصل ذو الوجه بالوجه بالاتحاد العرضی فكما ان بينهما اتحادا بالعرض كذلك انكشاف بالعرض

لما نقول نحن انا نسلم جزاف اتحاد فلا يصح على هذا اشتراط الاتحاد الذاتي في العلم مطلقا واما ثانيا فلان العلم بالوجه ان حصل كنه الوجه
فهذا ما منعه - وان حصل بجالرسوم فعلم بوجه الرسوم لا العلم بالمرسوم واما ثالثا فلان عبارة الحكاية اي حصل الاتحاد بين الشبح
وذي الشبح وان لم يحمل احدهما على الآخر فقد ظهر ان استناد هذا القائل بكلام الاستاذ الكمال قدس سره لا يصح وانه لم يفهم كلامه قدس
سره فان في هذا المقام هو مبين لمذهبهم لا انه مجيب من جانبهم كما ان هذا القائل مجيب من جانبهم بل نقول ما ادرى والعلامة
الخيرآبادي قدس سره مستنده وشيده بأول كلامه قدس سره وبما قال الاستاذ الكمال قدس سره في بعض تصانيفه بعد الرد
على اصحاب حصول الاشياء بانفسها (وهذه عبارته الشريفة) مستنفت على هذا التقدير انتفاء العلم بالشيء بوجه الشيء حقيقة وبيانه ان
زيدا في المعلوم الحاضر عند المدرك يكون علمه حضوريا كما قيل لكن بعد ما فرض عدمه في الواقع فلا شك في انه معلوم لنا وذلك
العلم اما بحصول عينه وحقيقته الكلية في ذهن المدرك فلاستحالة الاول وعدم افادة الثاني علم الجزئي وقد بطل سابقا بحصوله
في بعض المدارك بجريان التشقيق فيه لابد من القول بوجه شخص مماثل له خصوصية معه تلك الخصوصية يصير علما له لا بغيره
سواء كان وجود المثل في الاذهان العالية او السافلة فثبت ان انكشاف شيء بدون كونه موجودا يتصور بحصول المثل في ذهن
المدرك او في خارج عنه وايضا افادة الرسوم والخواص العلم الامتيازي يقتضي ان يكون بين الخواص وما هي خواص خصوصية
بها يصير هذه علما لهذا دون غيره فثبت ان مدار الانكشاف ليس على حصول الانفس والا لبطل النحوان المذكوران بل
العلم وظهر ان مناط الانكشاف على حضور شيء له خصوصية خاصة مفيدة للظهور والعلم مع ذلك المعلوم سواء كان عين العلم
ذاتا واعتبارا كما في حضور المجردات عند نفوسها او يكون مغايرا اعتبارا كما على تقدير العلم [illegible] بحصول النفس او يكون
مغايرا ذاتا واعتبارا كما في العلم بالخاصة والرسم - انتهى كلامه الشريف فنقول لبعض الاعاظم قدس سره والا لبطل النحوان
المذكوران من العلم نص على ان القول بحصول الاشياء بانفسها يبطل القول بالعلم بالوجه ولا يصح كون الوجه منشأ الانكشاف
ذي الوجه حتى يقال ان مناط الكشف على حضور شيء له خصوصية خاصة مفيدة للظهور والعلم مع ذلك المعلوم سواء كان عين
المعلوم ذاتا واعتبارا او يكون مغايرا اعتبارا او يكون مغايرا ذاتا واعتبارا ولو انحصر مناط الانكشاف على الحصول
بانفسها في الذهن لبطل العلم بالوجه هذا - فقد ثبت من كلام صاحب العروة الوثقى انه في تنقيد مذهبهم يقول ما يقول
به استاذ الاساتذة العلامة الخيرآبادي قدس سره وبطل ما توهم هذا المموه ان قول صاحب العروة الوثقى يوافقه حاشاه
انه يقول ما يقول من لم يعرف في العشق قبيلا ولا دبيرا ويقول انا الليلى انا الليلى -

بالجملة محض النزاع ان هذا القائل قد اعترف ان بين الوجه وذي الوجه تباين بحسب المفهوم وليسا متباينين
بحسب المصداق فان اراد بالتباين بحسب المفهوم التباين بحسب الحقيقة فقد اقر بان بين الوجه وذيه التباين بحسب
الحقيقة ولما شرط اصحاب القول بحصول الاشياء بانفسها الاتحاد بحسب الحقيقة بين العلم والمعلوم ذهب من ايديهم سبيل العلم
بالوجه بحسب اعتراف من هذا القائل وان اراد بالتباين بحسب المفهوم التغاير المفهومي وزعم ان الشرط في الانكشاف

عندهم الاتحاد المفهومي وما لم يكن بين الوجه وذيه الاتحاد المفهومي لم يكن الوجه كاشفا له فيلزم ان يبطل العلم بالكنه ايضا فان بين الكنه وذي الكنه التغاير المفهومي ايضا موجود وكذا اما سولت به نفسه ان بينهما ليس تباين بحسب المصداق فلا يكون الوجه كاشفا لذي الوجه بخلاف الشبح وذيه فان بينهما تباين بحسب المصداق فانه ان اراد به ان التباين بحسب المصداق مانع للانكشاف عندهم وهو موجود في الشبح وذيه وليس بموجود في العلم بالوجه فيجوز ان يكون الوجه كاشفا لذيه ففيه اولا ان عليه حينئذ ان يثبت ان مناط الانكشاف على الاتحاد بحسب المصداق والتغاير المصداقي مانع له ولن يستطيع اليه سبيلا وثانيا ان بين الصورة العلمية والمعلوم الخارجي الذي ادعوا اتحاده مع العلم تغاير بحسب المصداق فلا يكون الصورة العلمية كاشفا له فيبطل العلم بالكنه وان اراد معنى آخر فليتصور اولا حتى ننظر۔ فقد ظهر ان ما قال لا يوزن بطنين الذباب عند اولي الالباب وايراد الاستاذ الاستاذ العلامة الخيرآبادي قدس سره في غاية الاستحكام فان مداره على مقدمتين الاولى ان اصحاب القول بحصول الاشياء بانفسها شرطوا الاتحاد بالذات بين المنكشف والمنكشف له مقدمة منصوص في كتبهم والثانية ان بين الوجه وذيه التباين بحسب الحقيقة وليس بينهما اتحاد بالذات فيلزم ان لا ينكشف ذو الوجه بالوجه والجواب عنه اما بانكار المقدمة الاولى ولا يستطيع اليه سبيلا واما بانكار المقدمة الثانية وقد قربها فالآن ان بقي له في نفسه في ما بين المقدمتين مجال فليات به والا فليصمت وليندم ويتوب فان الله تواب رحيم۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الامين وعلى آله واصحابه اجمعين۔

وانا العبد المسكين **معين الدين** الاجميري كان الله له ومعه خادم المدرسة الملقبة بدار العلوم **معينيه عثمانيه** الواقعة في حظيرة روضة ولي الهند نور الله مرقده وروح الله روحه وافاض علينا وعلى العالمين انواره وبركاته۔

نوٹ

مولانا یہ تو ارشاد فرمایئے کہ التزامی دلالت پر علم کی کس دنیا میں سندیں طلب کیجاتی ہیں یا یہ آپکی جدت پسندی کا ثمرہ ہے

بتصحیح جناب مولانا مولوی محمد نور الدین صاحب مدرس دار العلوم **معینیہ عثمانیہ** درگاہ معلی اجمیر شریف تلمیذ حضرت مصنف مدظلہ۔

باہتمام لالہ ٹھاکر داس دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپا

۲۵ جنوری سنہ ۱۴ء